REGISTRED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT. NA RN 6/57

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

جلد ۲۴

شمارہ ۳۶

Regd. No. P/G.D.P.3

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۲۵ شعبان ۱۳۹۵ ہجری — ۱۴ تبوک ۱۳۵۴ ہش — ۱۴ ستمبر ۱۹۷۵ء

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنڈن میں تشریف فرما ہیں۔ حضور انور کی صحت اور مصروفیات کے بارے میں مفصل رپورٹ اندر ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۴؍اگست کی اطلاع ہے کہ حضور کی عام صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو رہی ہے ۱۵؍اگست کی اطلاع ہے کہ حضور یورولوجسٹ سے مشورہ کے لئے تشریف لے گئے تھے الحمدللہ کہ پروسٹیٹ کی کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں نکلی لیکن بعض اور ٹیسٹ کرانے کا مشورہ دیا گیا ہے ۱۶؍اگست کو حضور کی طبیعت اچھی رہی الحمدللہ احباب کرام اپنے آقا کی مکمل صحت اور درازی عمر کے لئے دردو الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں۔

قادیان ۲۳؍اگست حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی چار روز سے بعارضہ نزلہ بیمار ہیں۔ نزلہ کے ساتھ حرارت بھی ہے احباب دعا سے صحت کریں جملہ درویشان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ البتہ بعض پر نزلہ کا اثر ہے۔

قادیان ۲۱؍اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ محترمہ سفر پر ہیں بنگلور میں موصوف چند روز بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ چند روز تک کلکتہ پہنچنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں حافظ وناصر ہے آمین۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ...... دنیا میں کامل انسان کا نمونہ ...... ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"انسان کبھی بھی جامۂ عبودیت سے باہر نہیں ہو سکتا۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ وہ کونسا حجاب ہے کہ جب وہ اتار کر ربوبیت کا جامہ پہن لیتا ہے۔ بڑے بڑے زاہدوں اور مجاہدوں کے شامل حال عبودیت ہی رہی قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو اور تو اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ...... بڑھ کر دنیا میں ...... کامل انسان کا نمونہ ہیں .... پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضورؐ کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی اور بار بار اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ کلمۂ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا جس کے بدوں مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو! اور پھر سوچو!! پس جس حال میں ہادیٔ اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۱۲)

۱۹، ۲۰، ۲۱ فتح دسمبر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ ۱۹، ۲۰، ۲۱ فتح (دسمبر) ۱۳۵۴ ہش منعقد ہوگا۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس ہنر گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

لنڈن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

احباب جماعت اپنے پیارے امام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے مسلسل دعاؤں میں لگے رہیں

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز طبی معائنہ کیلئے نیز انگلستان کے احمدی احباب سے ملاقات کے سلسلہ میں ۲ اگست ۱۹۷۵ء سے لندن میں قیام فرما ہیں طبی معائنہ اور مشورہ کا سلسلہ جاری ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ حضور ڈاک ملاحظہ فرمانے نیز دفتری اور جماعتی امور سے متعلق ضروری ہدایات دینے کے علاوہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کے ساتھ اجتماعی اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ انہیں قیمتی ارشادات سے بھی نوازتے ہیں۔ اگرچہ حضور کی حالیہ علالت کے پیش نظر باقاعدہ مجلس عرفان کا سلسلہ تو ابھی جاری نہیں ہو سکا ہے تاہم احباب روزانہ ہی بکثرت مشن ہاؤس آکر مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد فضل لنڈن میں ادا کرتے ہیں اور کافی دیر تک مشن ہاؤس میں موجود رہ کر اس امر کے منتظر رہتے ہیں کہ حضور باہر تشریف لائیں تو حضور کی زیارت سے مشرف ہونے اور اگر ممکن ہو سکے تو حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقع مل جائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ۲ تا ۸ اگست کی دینی اور جماعتی مصروفیات کی مختصر رپورٹ قبل ازیں ہدیۂ قارئین کی جا چکی ہے۔ ذیل میں ۹ تا ۱۱ اگست کی مصروفیات اختصار کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہیں۔

۹ اگست ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۹ اگست کو صبح ساڑھے دس بجے کے قریب احمدیہ مشن ہاؤس کے دفتر میں تشریف لائے۔ اور مسلسل ایک بجے دوپہر تک دفتر میں تشریف فرما کر ڈاک ملاحظہ فرمانے کے علاوہ امام صاحب مسجد لنڈن دیگر مبلغین اسلام اور جماعت احمدیہ انگلستان کے بعض عہدیداران سے گفتگو فرماتے رہے حضور نے انگلستان میں تبلیغ اسلام کے کام کو مؤثر طریق پر جاری رکھنے سے متعلق انہیں بعض قیمتی ہدایات و ارشادات سے نوازا۔

اس ڈاکٹری مشورہ کے تحت کہ حضور لنڈن سے باہر کسی پُر فضا مقام پر تشریف لے جا کر وہاں چہل قدمی فرمایا کریں۔ حضور ساڑھے پانچ بجے امام مسجد لنڈن مکرم بشیر احمد خاں صاحب رفیق اور چند دوسرے احباب کے ہمراہ بذریعہ موٹر کار ہیمپٹن کورٹ پیلس کے باغ میں تشریف لے گئے۔ تین چار صدی پرانا یہ تاریخی محل لنڈن سے قریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کے گرد وسیع و عریض علاقہ میں بہت خوشنما باغ لگا ہوا ہے۔ جو باغبانی اور چمن بندی کے بہت اونچے ذوق کا آئینہ دار ہے اس سبز مخملی گھاس کے بڑے بڑے تختوں اور باریک بجری سے بنی ہوئی روشوں کے علاوہ انواع و اقسام کے خوش رنگ پھولوں کی خاص طریق سے ترتیب دی ہوئی نہایت حسین کیاریاں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس طرح قسم ہا قسم کے پھیلے ہوئے سایہ دار درخت کہیں قطار اندر قطار لگائے گئے ہیں اور کہیں بظاہر بے ترتیب اُگے ہوئے درختوں اور جھاڑیوں میں بھی سلیقے اور قرینے نیز آرائش اور تزئین کے اچھوتے انداز پیدا کئے گئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پُر فضا باغ میں نصف گھنٹہ سے کچھ زیادہ وقت تک چہل قدمی فرمائی۔ اور اس دوران میں مختلف قسم کے پھولوں اور درختوں کی نشاندہی فرما کر علم نباتات کے بعض محیّر العقول پہلوؤں پر روشنی ڈالی حضور کی یہ گفتگو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار کی ایمان افروز شرح پر مشتمل تھی۔ ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

اس مختصر سیر کے بعد ۷ بجے شام حضور مشن ہاؤس واپس تشریف لے آئے حسب پروگرام اس وقت دو ماہر ڈاکٹر طبی معائنہ کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک تو ڈاکٹر منظور حسین صاحب ایم آر سی پی سپیشلسٹ ہارلے اسٹریٹ تھے۔ اور دوسرے تھے جماعت احمدیہ لنڈن کے ڈاکٹر داؤد احمد صاحب ایم آر سی پی انہوں نے حضور کا قریباً دو گھنٹہ تک طبی معائنہ کیا۔ اس عرصہ میں انہوں نے خود حضور کی زبانی حالیہ علالت کے تفصیلی کوائف سُنے۔ اور بعد معائنہ مختلف ٹسٹ تجویز کئے۔ ان ٹسٹوں کے مکمل ہونے کے بعد حسب ضرورت علاج کا فیصلہ ہوگا۔

۱۰ اگست ۱۹۷۵ء بروز اتوار حسب معمول حضور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح ساڑھے دس بجے مشن ہاؤس کے دفتر میں تشریف لائے۔ اور کافی دیر تشریف فرما کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ نیز مشن کے کام میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے کی غرض سے امام صاحب مسجد لنڈن اور دیگر مبلغین کو ضروری ہدایات دیں۔

شام کو چھ بجے حضور تفریح کی غرض سے بذریعہ موٹر کار BOX HILL نامی پہاڑی دیکھنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ یہ پہاڑی لنڈن سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اس کا اکثر حصہ سرسبز و شاداب درختوں جھاڑیوں اور گھاس سے ڈھکا ہوا ہے۔ پہاڑی کی پُر فضا چوٹی تک۔ جو میدان کی طرح ہموار ہے۔ بل کھاتی ہوئی پختہ سڑک ہے۔ جس پر موٹریں بآسانی آ جا سکتی ہیں۔ سڑک کے دونوں جانب پہاڑی ڈھلوانوں پر اونچے اونچے سرسبز و شاداب گھنے سایہ دار درخت اس کثرت سے لگے ہوئے ہیں اور دونوں اطراف کے درختوں کی شاخیں باہم اس طرح ملی ہوئی ہیں کہ پوری سڑک پر چھتری سی بنی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض جگہ تو آسمان کی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ پہاڑی کی ہموار چوٹی پر پہنچکر حضور نے وہاں کچھ دیر چہل قدمی فرمائی۔ پہاڑی کی چوٹی سے دور دور تک پھیلے ہوئے بعض قصبات کی صاف ستھری بستیاں اور ان کے گرد کہیں اونچی نیچی کہیں ہموار اور کہیں ڈھلوان نما زمینوں پر حد نظر تک پھیلے ہوئے شاداب کھیت بہت بھلے معلوم ہو رہے تھے اور ان کے پس منظر میں لنڈن کی عمارتوں کی دھندلی سی جھلک نے پورے منظر کو اور بھی حسین اور دلکش بنا دیا تھا۔ اس پر مزید یہ کہ کئی روز کی خاص گرمی اس روز مطلع ابر آلود ہونے اور دن کے وقت ہلکی ہلکی بارش ہونے کی وجہ سے موسم بہت خوشگوار تھا۔ اس مختصر سی سیر کا حضور کی طبیعت پر اچھا اثر ہوا ہے۔ اور حضور مغرب سے کافی پہلے لنڈن واپس تشریف لے آئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہاں ساڑھے آٹھ بجے سورج غروب ہوتا ہے۔ اور پونے نو بجے مغرب کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ جب حضور واپس تشریف لائے۔ تو جماعت احمدیہ لنڈن کے احباب حضور کی زیارت اور نماز مغرب کی ادائیگی کے سلسلہ میں خاصی تعداد میں مشن ہاؤس کے احاطہ میں جمع ہو چکے تھے۔ حضور نے واپس تشریف لا کر مغرب تک ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ چونکہ گھٹنوں کے اعصاب میں سختی تا حال پورے طور پر دور نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے حضور نے نماز مغرب قیامگاہ میں ادا کی۔ مسجد فضل لنڈن میں حضور کے ارشاد کی تعمیل میں نماز مکرم امام بشیر احمد صاحب رفیق نے پڑھائی۔

باقی صلا پر

> **کسی پر تکبر نہ کرو گو وہ اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی نہ دو گو وہ گالی دیتا ہو**
>
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ

قرآنِ کریم کی ایک برکت فرقان ہے جس سے ہم رمضان میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں

فرقان کے معنی ہیں کامل اور مکمل ہدایت جو حق اور باطل کے درمیان نمایاں امتیاز پیدا کر دے۔

لیلۃ القدر کے معنی درحقیقت زندگی کے ایک باب کے ختم ہونے کے ہیں جبکہ انسان کے سال بھر کے اعمال کے مطابق اس کی تقدیر کا فیصلہ کیا جاتا ہے

جو شخص سال بھر سستی اور غفلت میں گزار دیتا ہے لیلۃ القدر کا فیصلہ اس کیلئے خوشکن نہیں ہو سکتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ فتح ۱۳۴۷ ہش مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

(البقرۃ آیت ۱۸۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

قرآن کریم کا رمضان کے مہینہ سے بڑا گہرا تعلق ہے

اور قرآن کریم کی اصولی برکات میں سے جو فرقان ہونے کی برکت ہے اس سے بھی اگر تم چاہو اور مجاہدہ کرو تو رمضان کے مہینہ میں زیادہ حصہ لے سکتے ہو۔ فرقان کے معنی ہیں وہ چیز جو حق و باطل میں ایک امتیاز پیدا کر دے۔ قرآن کریم کے متعلق جب فرقان کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس کے یہ معنی لئے جاتے ہیں کہ یہ ایک کامل اور مکمل ہدایت ہے جو ہر غلط عقائد کی نشان دہی کر رہی ہے۔ اور ہر صحیح اعتقاد کی طرف راہ نمائی بھی کر رہی ہے۔ اور اعتقادات کے لحاظ سے حق اور صداقت اور باطل کے درمیان ایک نمایاں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح یہ ایسی کامل شریعت ہے۔ جو صدق اور کذب کے درمیان بڑے نمایاں طور پر ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ ایک سمجھدار کو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ دکھا دیتی ہے اسی طرح جہاں تک اعمال کا تعلق ہے قرآنی تعلیم بتاتی ہے کہ کس قسم کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صالح اور حمید ہیں۔ اور کس قسم کے اعمال اور کونسے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں اور چونکہ یہ ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ ہے اس لئے یہ کتاب بڑی تاثیرات کی مالک ہے۔

اس کتاب سے

پہلے بھی شریعتیں نازل ہوتی رہی ہیں

لیکن اضافی طور پر قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ ناقص تھیں۔ جب انسان اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی میں انتہائی مدارج تک پہنچ گیا۔ اور انسان کی حیثیت انسان استعداد روحانی اس قابل ہو گئی کہ وہ کامل شریعت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھا سکے تو اس وقت قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اور اس نے ہر قسم کے غلط اور صحیح۔ سچ۔ اور جھوٹ اعمال صالحہ اور ناپسندیدہ اعمال کے درمیان ایک فرق اور امتیاز پیدا کر دیا۔ پہلی کتب گو اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل کتابیں تھیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جو حق و باطل میں ہر قسم کا امتیاز پیدا کرنے والی ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہم سے یہ وعدہ کیا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔

(الانفال آیت ۲۸)

اگر تم اپنی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کو چنو گے اور پسند کرو گے اور اختیار کرو گے تو تمہیں بھی ایک امتیاز دیا جائے گا۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق دے گا۔ اور قرآن کریم کی روحانی برکات کے طفیل تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا۔ جو صحیح کو غلط سے اور ظلمت کو روشنی سے جدا کرتا چلا جائے گا۔ اور تمہاری راہ کو سیدھا اور آسان کر دے گا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

اس روحانی تاثیر کے متعلق

بہت کچھ لکھا اور فرمایا۔ لیکن میں نے اس موقعہ کے لئے ایک مختصر سا حوالہ لیا ہے آپؑ فرماتے ہیں:۔

”پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کے روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ چلے آتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اس کی پیروی کرنے والے قبولیتِ الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں۔ اور مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور انہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے۔ اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح ان کو مطلع فرماتا ہے۔ اور اپنے تائید و نصرت کے نشانوں سے دوسرے مخلوقات سے انہیں ممتاز کرتا ہے (یعنی ان کے لئے ایک فرقان بنا دیتا ہے۔) یہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک اُمتِ محمدیہ میں قائم رہے گا“

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات صفحہ ۲۳)

غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ

قرآن کریم میں بہت بڑی روحانی تاثیرات

پائی جاتی ہیں اور تم اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق ڈھالو اور ان احکام کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزارو جو قرآن نے بتائے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو تمہاری عقل میں جلا پیدا ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف جتنا جتنا تقویٰ تم حاصل کرو گے، جس قدر مقام قرب کو تم پا لو گے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے رموز تم پر کھولے گا۔ اور تمہیں اپنا مقرب بنا لے گا۔ وہ ایک امتیازی نشان تمہیں دے گا۔ یہ ممتاز مقام ایک مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے ایک مسلمان کی ہر حرکت اور سکون میں ہمیں ایک امتیاز نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

ہر حرکت اور سکون کے متعلق ہماری راہ نمائی

فرمائی ہے۔ مثلاً آپ نماز کے لئے آ رہے ہیں نماز کھڑی ہو گئی ہے اور آپ نے خیال کیا ہے کہ پہلی رکعت آپ کو ملتی ہے یا نہیں۔ اور آپ دوڑنا چاہتے ہیں اس وقت اسلام آپ کے کان میں یہ آواز دیتا ہے اَلْوَقَارَ اَلْوَقَارَ تم اپنے وقار کا خیال رکھو یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جو میں نے دی ہے ورنہ ہر حرکت جو ہم کرتے ہیں اس کے متعلق ہمیں ایک ہدایت دی گئی ہے۔ اس کے متعلق ہمیں ایک نور عطا کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہمارا سکون ہے یعنی حرکت کا نہ

ہوتا۔ بعض دفعہ ہمیں حرکت نہیں کرنی ہوتی مثلاً مراقبہ ہے۔ محاسبۂ نفس ہے۔ یہ گوشہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انسان خالی الذہن ہو کر اور ہر قسم کے خیالات سے بچ کر تنہائی کے مقام پر جا کر ہی ظاہری سکون کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کے اندر تو اپنی عاجزی اور خدا تعالیٰ کے غضب کے خوف کی وجہ سے اور اس کی محبت کے پالینے کے لئے ایک طوفان بپا ہوتا ہے۔ لیکن دنیوی نقطۂ نگاہ سے ہم اسے سکون کی حالت کہہ سکتے ہیں پھر انسان بولتا ہے۔

بولنے یعنی نطق کے متعلق

اسلام نے ہمیں اتنی ہدایتیں دی ہیں کہ پہلی شریعتیں تو شاید اس کے ہزارویں حصہ تک بھی نہیں پہنچیں۔ پھر ایک مسلمان جب خاموشی اختیار کرتا ہے یا جب اسے خاموشی اختیار کرنی چاہیئے اس وقت وہ ہوائے نفس کے نتیجہ میں خاموشی اختیار نہیں کرتا بلکہ وہ اس لئے خاموش رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خاموش رہو۔ مثلاً قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے نماز ہو رہی ہے۔ تو خدا کہتا ہے خاموش رہو۔ مجلس میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور ان میں سے ایک بات کر رہا ہو تو اسلام کہتا ہے کہ دوسرے سب لوگ اس کی بات سنیں۔ یہ نہیں کہ ساری عورتیں اکٹھی بولنے لگیں یا سارے مرد اکٹھے بولنے لگیں۔ غرض مرد اور عورت ہر دو کو یہ حکم ہے کہ دوسرے کی بات کو خاموشی سے سنو۔ ہر وقت بولنا۔ زیادہ بولنا بے موقع بولنا اور بلاوجہ بولنا اسلام پسند نہیں کرتا۔ اس نے ہزار قسم کی پابندیاں اس پر لگائی ہیں۔

پھر ہمارے اندر

نفرت اور رغبت کا جذبہ

پایا جاتا ہے۔ یہ ایک طبعی چیز ہے۔ لیکن اس چیز کو بھی اندھیروں میں بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ قرآن کریم نے ایک نور پیدا کیا۔ اور کہا کہ کسی شئے سے اس وجہ سے ان حالات میں اور اس حد تک تم نفرت کر سکتے ہو۔ پھر اس نے یہ کہا ہے کہ بدی سے نفرت کرو۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ تم بد سے نفرت کرو۔ یہ ایک بڑا باریک فرق اور بار یک امتیاز ہے جو قرآن کریم نے پیدا کیا ہے۔ پھر رغبت ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت، دوستی اور اخوت کے تعلقات کو ہم نے قائم رکھنا ہے۔ پھر غصہ ہے غصہ انسان میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ ایک طبعی امر ہے۔ بعض جگہ اس کا نکالنا ضروری ہے۔ اور بعض جگہ اس کا دبانا ضروری ہے جس طرح ایک گھوڑے کو لگام دی جاتی ہے۔ اور وہ لگام اس کے سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اسی طرح غصہ بھی انسان کے قابو میں ہونا چاہیئے۔ اور اس کو نہ صرف اس رنگ میں ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس حد تک ہونا چاہیئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ اور جہاں اس نے کہا ہے کہ غصہ کو روکو وہاں ہمیں کاظمین بن جانا چاہیئے۔ ہمیں غصہ کو روکنا چاہیئے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ ایک نور یہاں بھی عطا کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ وہاں غصہ کا اظہار کرنا ہے۔ اور یہاں اظہار نہیں کرنا۔ اور یہ نور قرآن کریم کی ہدایت ہے۔ اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو انسان کو خشیت اور نراست عطا کرتی ہیں

پھر غصہ کے مقابلہ میں تو تھوڑی ہے یہ بھی ہزار یا ہزارہا ہوں گے اندر ہے غرض ہمارے معاشرت اور معیشت کے ہر پہلو کے متعلق اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے اور ہر پہلو کے بعض حصوں کو ہمارے لئے منور کر دیا ہے۔ تاکہ ہم انہیں اختیار کریں۔ اور بعض پہلوؤں کو اس نے ظلمات میں چھوڑا ہے۔ تا ہماری نظر بھی ان پر نہ پڑے اس نے ہمارے لئے ان کو اندھیرا کر دیا ہے اور یہ لازمی امر ہے کہ جو بات اندھیرے میں ہو گی وہ ہمیں نظر نہیں آئے گی۔ ہماری توجہ اس کی طرف نہیں ہو گی اسلامی تعلیم میں تربیت یافتہ ذہن اس چیز کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا جو خدا اور اس کے رسول کو ناپسندیدہ ہو۔

پھر عزم و ہمت ہے بڑے بڑے ہمت والے دنیا میں پیدا ہوئے۔ مگر ان کی ساری ہمتیں دنیا ہی میں صرف ہو گئیں انہوں نے فساد بپا کیا۔ قتل و غارت کی راہوں کو اختیار کیا۔ اور لعنتوں کا طوق اپنی گردنوں میں لئے اس دنیا سے رخصت ہوئے انسان نے ان کو بھلا دیا یا اگر اس نے یاد رکھا تو لعنت سے یاد رکھا اس کے مقابلہ میں دین کے لئے بھی عزم و ہمت کی ضرورت ہے۔ اسلام کی ہدایات پر صبر و استقامت سے قائم رہنے کے لئے عزم و ہمت کی ضرورت ہے بنی نوع سے ہمدردی اور خیر خواہی کے لئے عزم و ہمت کی ضرورت ہے۔ غرض جہاں جہاں ایک مسلمان کے لئے عزم اور ہمت کی ضرورت ہے قرآن کریم نے اس کی نشان دہی کر دی ہے۔ اور جس غلط قسم کے عزم اور ہمت کے نتیجہ میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس سے ہمیں اس نے منع کر دیا ہے

پھر توجہ اور دعا ہے

قرآن کریم نے اس کے متعلق بھی ہمیں بڑے لطیف پیرایہ میں ہدایات دی ہیں۔ لیکن لوگ ان ہدایتوں کو بھول جاتے ہیں۔ اگر کوئی بات جو انہیں پسند ہو اور جس کے لئے انہوں نے دعا کی ہو وہ قبول نہ ہو یا کوئی چیز جو انہیں پسند ہو وہ انہیں نہ ملے تو ان کے دل میں شکوہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ ان بے شمار نعمتوں کو بھول جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی دعا کے انہیں عطا کی ہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کو گزارو دعا کے لئے بعض شرائط اس نے لگائی ہیں۔ اس کے بعض طریق اس نے بتائے ہیں دعا کی حکمتیں اور فلسفہ اس نے ہمیں بتایا ہے۔ جہاں اس نے یہ نہایت حسین اور انوکھی چیز ہمارے ہاتھ میں دی ہے۔ وہاں اس نے ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ خدا تعالیٰ خدا ہے نعوذ باللہ وہ تمہارا غلام نہیں۔ جب وہ تمہاری بات مانتا ہے۔ تو وہ تم پر احسان کرتا ہے اور جب وہ اپنی بات منواتا ہے تب بھی وہ تم پر احسان کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے تمہارے ساتھ دوست کا سا سلوک کیا ہے۔ ورنہ کجا بندہ اور کجا خدا تعالیٰ کا پیار اور دوستی وہ اپنے نیک اور مقبول بندوں کو یہ نہیں کہتا کہ میں تمہاری بات اس لئے نہیں مانتا کہ میں تم سے دشمنی کرتا ہوں۔ بلکہ وہ انہیں تسلی دینے کے لئے کہتا ہے کہ دنیا کے دوستوں میں بھی تم یہی دیکھتے ہو کہ کبھی دوست تمہاری بات مانتا ہے۔ اور کبھی وہ اپنی بات منواتا ہے۔ اگر میں نے تم سے اپنی بات منوالی ہے تو تم یہ سمجھو کہ میں نے ایک دوست کا سا پیار تمہیں دیا ہے میں نے تم سے دوستانہ سلوک کیا ہے۔ یعنی میرا جو انکار ہے وہ بھی میری دشمنی اور غصہ کی علامت نہیں غرض یہ ایک ایسا لطیف اور وسیع مضمون ہے، ایک ایسا نور جس نے دعا اور توجہ کی دنیا کو منور کر دیا ہے، قرآن نے ہمیں دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ہم نے

ایک ایسی تعلیم دی ہے جس کو فرقان کہا جا سکتا ہے

اگر تم اس تعلیم پر عمل کرو گے تو تم ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے جو اپنے غیر سے امتیاز رکھتے ہیں تمہاری ممتاز حیثیت ہو گی۔ خدا کی نگاہ میں بھی اور انسان کی نگاہ میں بھی اپنوں کی نگاہ میں بھی اور غیروں کی نگاہ میں بھی تمہارا ظاہر اور باطن نور ہی نور ہو جائے گا۔ اور یہ نور ہی ہے جو تمہیں تمہارے غیر سے ممتاز کرے گا۔

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

(التحریم آیت ۹)

کے ایک معنی ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ جو نیک اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے۔ اس لئے اس نور کی وجہ سے جو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق زندگی گذارنے کے نتیجہ میں تم حاصل کرو گے ایک مسلسل ترقی کے دروازے تم پر کھلتے چلے جائیں گے اور یہ نور تمہارے اعمال نامہ میں بھی لکھا جائے گا۔ وہ نور بڑھتا جائے گا۔ تم دیکھو گے کہ ایک یہ نورانی کام کیا ہے۔ ایک یہ نورانی کام کیا ہے ایک یہ نورانی کام کیا ہے گویا ایک تمثالی رنگ میں ہمیں بتایا ہے کہ نہ صرف تم اس دنیا میں اس نور کی اتباع کرتے ہو جو تمہارے آگے آگے پیدا کیا جائے گا۔ تم آگے ہی آگے روحانی ترقیات کرتے جاؤ گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تمہارا اعمال نامہ بھی چل رہا ہے اس میں بھی لکھا جا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف اس دنیا میں ہی تمہیں اس کے مطابق جزا نہیں ملے گی۔ اس دنیا میں تو تم اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے جلوے نہیں دیکھو گے بلکہ اس دنیا میں بھی اپنے اس روحانی ارتقاء کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ خدا کی محبت کے جلووں کے حقدار قرار دیئے جاؤ گے۔ تمہارے اعمال نامہ میں یہ چیزیں ساتھ ہی ساتھ لکھی جائیں گی۔

قرآن کریم نے ایک فرقان یعنی امتیازی مقام مسلمان کو

لیلۃ القدر

میں دیا ہے اور اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اس کو تلاش کرو۔ سارے بزرگ اس کے متعلق کہتے آئے ہیں۔ ہماری جماعت کے خلفاء بھی جماعت کو غلط خیالات سے بچانے کے لئے اس کے متعلق بار بار توجہ دلاتے رہے ہیں میں بھی آج دوستوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں بعض ایسی گھڑیاں ہیں کہ سارا سال انسان جو بھی گناہ کرتا رہے۔ ان میں ان کی معافی مل جاتی ہے۔ ایک چور مثلاً یہ سمجھے گا کہ سارا سال چوری کرو لوگوں کو لوٹو حرام کھاؤ۔ بس اس گھڑی میں جا کر معافی

مانگ لو۔ جمعۃ الوداع میں دُعا کر لو۔ یا لیلۃ القدر (ظاہری شکل جو لوگوں نے بنائی ہوئی ہے۔ اس کے مطابق رمضان کی ستائیسویں رات کو) کو بیدار رہ کر دُعا کر لو۔ یا

رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتیں

جاگ لو تو سارے گناہ معاف ہو جائیں گے لیلۃ القدر تو تقدیر کی رات ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میرا بندہ اس نور کے نتیجہ میں جو اس کے ساتھ تھا اور اس کے اعمال نامہ میں اس کا اندراج ہوتا چلا گیا تھا اپنی زندگی کا ایک باب ختم کر چکا ہے۔ اب جیسا کہ امتحان میں ہر پرچہ کے نمبر ہوتے ہیں اس باب کے اس کو نمبر مل جاتے ہیں اور وہی اس کی لیلۃ القدر ہے۔ اگر وہ فیل ہو گیا۔ اگر اس کے لئے سارا سال ہی نور نہیں رہا۔ اگر اس نور میں اس نے ترقی نہیں کی۔ اگر اس نے خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنے میں سستی اور غفلت سے کام لیا۔ اگر اس کا اعمال نامہ خالی کا خالی پڑا ہے تو اس کے لئے ایک معنی میں لیلۃ القدر تو ہو گی مگر اس لیلۃ القدر میں یا جمعۃ الوداع میں یہ لکھا جائے گا کہ اس بندہ کو خدا تعالیٰ کا نور حاصل کرنے کے مواقع دیئے گئے مگر اس نے ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا اس لئے آج اگر یہ مر جائے تو یہ جہنم میں پھینک دیا جائے۔ پس اس کی لیلۃ القدر تو ہو گی۔ اس کی تقدیر کا اس دن فیصلہ تو ہو گیا مگر وہ فیصلہ خوشکن فیصلہ نہیں۔ وہ پاس ہونے کا فیصلہ نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کا فیصلہ نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہونے کا فیصلہ نہیں۔ کیونکہ اعمال نامہ اس کا خالی پڑا ہے نور تھا ہی نہیں کہ اعمال نامہ میں اسکا اندراج کیا جاتا۔ پس لیلۃ القدر کے یہ معنی ہیں کہ اس دن زندگی کا ایک باب ختم ہوا۔ اور ایک نیا باب شروع ہوا۔

پھر چونکہ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں ختم نہیں ہوں گی اس لئے اگر کوئی انسان چاہے کتنے ہی مقاماتِ قرب حاصل کرے تب بھی اس کے آگے بے شمار مقاماتِ قرب ہیں جن کو وہ حاصل کر سکتا ہے۔

لیلۃ القدر پر اس کی زندگی کا ایک باب ختم ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ آج اس کی تقدیر کا فیصلہ کر دو کہ اس کی سال بھر کی خلوصِ نیت سے کی ہوئی عبادتوں اور اطاعتوں اور اسلام (اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) یعنی فرمانبرداری کے مظاہروں کا آج میں خاص طور پر انعام دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس لیلۃ القدر میں اپنے بعض بندوں کو خاص انوار سے نوازتا ہے اور بعض کو عام انوار سے (جو معمول سے زیادہ ہوتے ہیں) نوازتا ہے۔ اور ان کو کہتا ہے کہ یہی لینڈنگ (Landing) (اگر کسی عمارت میں کئی منزلوں تک سیڑھیاں چڑھ رہا ہوں تو ایک جگہ آکر ایک حصہ سیڑھیوں کا ختم ہو جاتا ہے اور ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے) تم پہنچ گئے کچھ رفعتوں کو تم نے حاصل کر لیا ہے۔ اب ایک باب تمہاری زندگی کا ختم ہو گیا ہے۔ نیا باب اس عزم اور ہمت اور دُعا اور توجہ سے شروع کرو کہ سال گزرنے کے بعد ہم اس سے بلند مقام پر ہوں گے نیچے نہیں گریں گے۔ اور نہ ہی موجودہ جگہ پر ٹھہریں گے۔ پھر یہ باب بھی ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اگلا باب شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اعمال نامہ کی کتاب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ہمیں ہدایت دی گئی ہے کہ پہلے دن سے آخری دن تک یہ دُعا کرتے رہو کہ

اے خدا ہمارا انجام بخیر ہو

کیونکہ ایک شخص اپنی زندگی کے ایک حصہ میں جتنا جتنا روحانی طور پر بلند ہوتا ہے اتنا ہی اس کے لئے زیادہ خطرہ ہے۔ اگر وہ گرا تو اس کی ہڈی پسلی قیمہ کی طرح پس جائے گی۔ پانچ فٹ کی بلندی سے کوئی گرے تو اُسے تھوڑی چوٹ لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی چار منزلوں کی بلندی سے گرے تو اس کے لئے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس جہاں انسان کے لئے رفعتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مقاماتِ قرب اُسے عطا کئے جاتے ہیں۔ وہاں اُس کو بُرے انجام سے ڈرایا بھی جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے کہ انجام بخیر کی دُعا کرو۔ کیونکہ اگر کسی وقت بھی شیطان کا حملہ تم پر کامیاب ہو گیا تو تمہیں زیادہ خطرہ ہے۔ تم خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب کے نیچے دوسروں کی نسبت زیادہ آؤ گے۔ جو لوگ دین العجائز اختیار کرتے ہیں آپ مشاہدہ کریں گے کہ ان میں سے بھاری اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ شیطان ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ ابھی بہت تھوڑا پیار اللہ تعالیٰ کا انہوں نے حاصل کیا ہے۔ ابھی یہ نچلے درجہ میں ہیں۔ اگر میں انہیں جھنجھوڑوں تو اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ گو شیطان چھیڑتا تو ان لوگوں کو بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر دین العجائز اختیار کرنے کی وجہ سے بچ جاتے ہیں۔ مگر جتنا جتنا کوئی بلند ہوتا ہے اتنا ہی

بلعم باعور بننے کا خطرہ

اس کے لئے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیسیوں نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہمیں اس کی مثال ملتی ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام بھی اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیار اور قرب کا مقام بھی حاصل کیا۔ لیکن بعد میں ٹھوکر لگی اور کہیں سے کہیں گر گیا۔ غرض زندگی کا ایک باب لیلۃ القدر کو ختم ہوتا ہے۔ پھر خدا کہتا ہے دُعا کرو کہ آئندہ باب زندگی کا جب ختم ہو تو اس سے اچھا نتیجہ نکلے۔ تم میری نگاہ میں میرے زیادہ پیار کے مستحق قرار پاؤ۔ اور وہ لیلۃ القدر تمہارے لئے انفرادی طور پر اس سے بہتر لیلۃ القدر بن جائے اور دُعا کرتے رہو کہ انجام بخیر ہو۔ اور جب یہ کتاب بند ہو تو اس کے آخر میں یہ لکھا جائے کہ خدا کا پیارا بندہ خدا کی گود میں چلا گیا۔ یہ نہ لکھا جائے کہ خدا نے اس بندہ سے ایک حد تک پیار تو کیا اور ایک حد تک محبت کا سلوک کیا۔ مگر اس بندہ نے خدا کے پیار اور محبت کے سلوک کی قدر نہ کی تب وہ خدا کی نگاہ سے دھتکارا گیا۔ اور شیطان کی گود میں پھینک دیا گیا۔ اس واسطے جہاں لیلۃ القدر کی تلاش کرو وہاں

انجام بخیر ہونے کی دُعائیں ہمیشہ کرتے رہو

اور لیلۃ القدر یا کسی اور گھڑی کے غلط معنے کر کے جو نورانی نہیں ظلماتی ہوں اپنی زندگیوں کو اور اپنی نسلوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ہلاکت سے اپنے کو بھی بچاؤ اور اپنوں کو بھی بچاؤ۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی بچاؤ۔

خدا تعالیٰ اسلام کا تقاضا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر میرے حضور میں حاضر ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم نیکی کی توفیق نہیں پا سکتے اگر میرا فضل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کتاب میں ہدایت کے سامان بھی ہیں اور حکمت کے سمندر بھی ہم نے اس کتاب میں بند کر دیئے ہیں اور اسے فرقان بنایا ہے۔ اس پر چل کر اور اس پر عمل کر کے تم خدا کی نگاہ میں ایک ممتاز مقام تو حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن میرے فضل کے بغیر اس مقام کا حاصل کر لینا ممکن نہیں۔ اس لئے

ہمیشہ دُعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال رہے

اور اپنے بندہ کو وہ جو بنانا چاہتا ہے اس کی نگاہ میں ہم وہی بن جائیں۔ اور ایک دفعہ اس کی محبت اور اس کا پیار حاصل کرنے کے بعد کبھی اس کے غضب کی نگاہ ہم پر نہ پڑے۔ یہاں تک کہ ہم اس زندگی سے گزر جائیں۔ اور ابتلاء اور امتحان کا دروازہ جو ہے وہ بند ہو جائے اور ابدی جزاء اور ابدی محبت اور ابدی پیار کا زمانہ ہمارے لئے شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل کرے ۔

نمایاں کامیابی اور درخواست دُعا

۱۔ عزیزہ شاہدہ پروین صاحبہ بنت مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب بدر فاضل نے B.Sc. کا امتحان فسٹ کلاس میں پاس کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ موصوفہ کی والدہ محترمہ نے اس خوشی میں پانچ پانچ روپے اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ ترقیات کے لئے پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار۔ عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

۲۔ مکرم سید محمد عاشق حسین صاحب ساکن خانپور ملکی کے فرزند مکرم سید شریف عالم صاحب ڈپٹی کلکٹری اور ڈی۔ ایس۔ پی کے عہدوں کے مقابلہ کے امتحانات میں بفضلہ تعالیٰ علی الترتیب چھٹی اور پانچویں پوزیشن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں کہ دونوں میں سے جو لائن جماعت اور ان کے لئے باعثِ برکت ہو، اسے منتخب کرنے کی انہیں توفیق عطا ہو۔ خاکسار۔ ملک صلاح الدین وکیل المال

درخواست دُعا

میرے برادر نسبتی عزیزم ڈاکٹر محمد راشد صاحب قریشی آف بریلی کی بچی جو ابھی صرف بائیس روز کی ہے سخت علیل ہو گئی ہے۔ اسکی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے درخواست دُعا ہے۔ مبلغ ۵/- روپے بطور صدقہ ارسال ہیں۔ خاکسار ڈاکٹر محمد عابد قریشی شاہجہانپور۔

رمضان المبارک کی اہمیت و عظمت
اور
اس میں صداقت احمدیت پر دو آسمانی گواہ

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ ــ چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اہمیت رمضان

رمضان المبارک ہر سال بے شمار رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ آتا اور خوابیدہ روحانی قوتوں کو ہوشیار و بیدار کر کے گذر جاتا ہے۔ اسی ماہ مقدس میں مکمل ترین عالمگیر اور آخری کتاب شریعت کے نزول کا آغاز ہوا۔ ماہ رمضان میں ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سال جبرائیل امین قرآن کریم کا دور کرایا کرتے تھے۔

اعتکاف جیسی جامع عبادت، نماز تراویح کا تعہد و اہتمام تلاوت و درس قرآن کریم میں خصوصی شغف و استغراق، دعا، صدقہ و خیرات، اور انسانی ہمدردی و مساوات میں توغل و کمال یہ سب مدارج انسانیت کے خصوصی ذرائع اور وسائل اسی مقدس مہینہ سے مربوط ہیں۔ اور اس کی تقدیس کا درس دے رہے ہیں۔

یہ روزوں کی فرضیت کا مہینہ ہے

گناہوں کی خصوصی بخشش کا بھی یہ ذریعہ ہے۔ شیطانی قوتیں اس میں جکڑ دی جاتی ہیں۔ محض ترک اکل و شرب کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ دل و دماغ زبان آنکھ کان وغیرہ جملہ جوارح انسانی پر روزہ کی پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک شمیم کستوری سے بہتر ہے۔ ہر ایک نیکی کا ایک محیر عظمت بدلہ ہوتا ہے۔ مگر روزہ کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے تنویر قلب اور وصل الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ لیلۃ القدر جس کی رفعت و شوکت ہزار مہینہ سے بھی بلند تر بتائی گئی ہے۔ وہ بھی اسی ماہ مقدس میں مرکوز ہے۔ یہ ہیں رفیع الشان، معمار انسانیت، فضائل رمضان المبارک جو اختصاراً قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر دئے گئے ہیں۔ گویا روحانی ٹریننگ اور حصول برکات کے لئے رمضان المبارک ایک بحر بیکراں ہے جس میں خوش قسمت لوگ غوطہ زن ہو کر دُرّ و جواہر کو سطح آب پر لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ؎

پیڑ پودے پہاڑ گونجیں گے
وحدت کا راگ گنگنا تو سہی

مہدی کے دو نشان

اللہ تعالیٰ کا تعرف خاص ملاحظہ ہو کہ اس چودھویں صدی میں ظہور مہدی کی علامات کو بھی رمضان المبارک سے ہی بے نظیر انداز میں وابستہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اس میں حضرت مہدیٔ معہود کی صداقت کے لئے بطور نشان چاند اور سورج مخصوص تاریخوں میں گہنائے جا کر اس انداز سے دو نیر عظمت آسمانی گواہیاں پیش کریں گے کہ تخلیق آدم سے تا ایندم اسکی نظیر نہیں ہوگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:—

"اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ"

(دار قطنی جلد اول مطبوعہ فاروقی دہلی)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ (یعنی تیرھویں تاریخ میں کیونکہ چاند گرہن کے لئے خدائی قانون میں تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تواریخ مقرر ہیں) اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔ (یعنی اسی رمضان کے مہینہ میں اٹھائیس تاریخ کو کیونکہ سورج گرہن کے لئے قانون قدرت میں ستائیس، اٹھائیس اور انتیس تواریخ مقرر ہیں) اور یہ دونوں نشان کسی اور مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں۔

بزرگان ملت

اگر یہ پُر عظمت حدیث نبوی زاویہ خمول میں مستور رہتی تو شاید اس کو وہ عظمت حاصل نہ ہوتی جو آج اس کو حاصل ہے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ سلف صالحین اور بزرگان امت نے بڑی عظمت دیتے ہوئے اس حدیث کو اپنی کتب میں بڑے اہتمام کے ساتھ درج فرمایا ہے اور ہر وہ تصنیف، جس میں آخری زمانہ کی علامات درج ہیں۔ اس میں اس حدیث کا تذکرہ موجود ہے۔ چند کتب کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

۱۔ فتاوی حدیثیہ حافظ ابن حجر مکی مصنفہ علامہ شیخ احمد شہاب الدین حجر الہیتمی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱

۲۔ احوال الآخرۃ۔ حافظ محمد لکھوکے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ۔

۳۔ آخری گت مصنفہ مولوی محمد رمضان صاحب حنفی مجتبائی مطبوعہ ۱۲۷۸ھ

۴۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴ مصنفہ نواب صدیق حسن خانصاحب۔

۵۔ عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ ۱۲۹۲ھ۔

۶۔ قیامت نامہ فارسی و علامات قیامت اردو مصنفہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی۔

۷۔ اقتراب الساعۃ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ۔

۸۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۔

۹-۱۰۔ شیعہ اصحاب کی معتبر کتابیں بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۵ و اکمال الدین صفحہ ۳۶۸ وغیرہم۔

بطور نمونہ مشتے از خروارے یہ حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں ورنہ یہ سلسلہ بہت وسیع و طویل ہے۔ گویا شیعہ سنی بلند پایہ بزرگان سلف بھی تیرہ سو سال سے اس حدیث کو اپنی کتب میں درج کرتے آئے ہیں۔ اور اس کی عظمت کی تصدیق اپنے رویا اور کشوف سے بھی بیان کرتے آئے ہیں۔

ظہور مہدی

اس مقام پر یہ امر قابل توجہ ہے کہ ظہور مہدی کے لئے قرآن و حدیث میں تطبیق دے کر یا اپنے رؤیا کشوف سے جس قدر پیشگوئیاں بزرگان امت نے بیان فرمائی ہیں۔ اور مختلف اسلامی کتب میں درج ہیں ان سب کو جمع کیا جائے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ تیرھویں صدی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش اور چودھویں میں ظہور ہوگا۔ اس کے مقابل پر کوئی ایک حوالہ بھی ایسا نہ ملے گا جس میں پندرھویں یا اس کے بعد کی صدیوں میں ظہور بتایا گیا ہو اور آج حالت یہ ہے کہ چودھویں صدی میں سے صرف پانچ سال باقی رہ گئے ہیں۔ گویا مہدی کے ظہور کا وقت گذر چکا ہے۔ اگر اب تک بھی مہدی ظاہر نہ ہوتا تو کوئی کہہ سکتے تھے کہ نعوذ باللہ یہ تمام پیشگوئیاں غلط ہوئیں۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ ٹھیک وقت پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور آپ نے ببانگ دہل فرمایا:—

"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا"۔ (اربعین نمبر ۱)

یاد رہے کہ قرآنی آیت ولما ضرب ابن مریم مثلاً اور لا المھدی الا عیسیٰ (ابن ماجہ) اور ان یلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مھدیاً حکماً عدلاً (مسند احمد بن حنبل) اور بعض دوسری احادیث نبوی کی رو سے مسیح و مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اور وفات مسیح کے معرکۃ الآراء مسئلہ سے بھی یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے۔

خانہ کعبہ اگر مہدویت کا دعویدار بھی موجود ہوتا مگر چاند اور سورج گرہن کا نشان رمضان المبارک میں ظاہر نہ ہوتا تو سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ ایک ایسا نشان ظہورِ مہدی کے موقعہ پر کیوں پورا نہ ہوا جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صداقت مہدی کا بڑی تحدی کے ساتھ ایک منفرد نشان بیان فرمایا تھا۔ مگر ایسا نہیں ہے ۱۸۹۰ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مہدویت کا دعوے دنیا کے سامنے پیش کیا اور حضور کے سامنے ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ ہجری میں ٹھیک تاریخوں پر رمضان المبارک میں چاند سورج کو آسمان پر گرہن ہوا اور حضرت امام مہدی علیہ السّلام نے تحدی "حلفیہ بیانات" اور انعامی چیلنجوں کے ساتھ اس نشان کو اپنی صداقت کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا حضور فرماتے ہیں:-

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔ اور اس وقت ظاہر کیا ہے۔ جب کہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب بلکہ اکفر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔ مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لیکر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳)

انعامی چیلنج حضورؑ نے الٰہی نوشتوں کے مطابق "وفات مسیح" کا اعلان فرما کر اور اس کے ناقابل تردید شواہد و دلائل پیش فرما کر ایوانِ عیسائیت کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا جس کے نتیجہ میں وہ عیسائی پادری جو پہلے سے ہی اسلام پر خطرناک حملے کر رہے تھے حضرت مہدی مسعود علیہ السّلام پر بھی حملہ آور ہوئے اور مکروہ آوازیں نکالنے لگے جس کے نتیجہ میں ایک جنگ مقدس کا آغاز ہوا جو اب تک جاری ہے۔ اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آسمانی نشان دکھایا اور یہ سب کچھ احادیث نبوی میں پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ حضور فرماتے ہیں:-

"اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو مہدی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہو۔ چاند اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہو گئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے لوگوں اور نصاریٰ میں کچھ جھگڑا پڑا ہو۔ اور نصاریٰ نے اپنی فتح کے لئے ایسی شیطانی آوازیں نکالی ہوں تو اس کی نظیر بھی بتلا دیں اور ہم یہ چیار نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے ہزار روپے نقد انعام مقرر کرتے ہیں" (انوار الاسلام صفحہ ۴۹)

اس چیلنج کا بھی یہی نتیجہ نکلا کہ سے آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

کہاں ہیں رونے والے اگر بات حلفیہ بیانات اور انعامی چیلنج تک ہی محدود رہتی تو اعتراض ہو سکتا تھا کہ سنی علماء کی نظر سے یہ باتیں اوجھل رہیں۔ مگر ایسا بھی نہیں ہوا۔ جب یہ آسمانی نشان ٹھیک وقت پر ظاہر ہو گیا تو مخالف علماء نے اس نشان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مثلاً مولوی محمد علی صاحب بانی ندوۃ العلماء اور عارفین خانقاہ رحمانی مونگھیر جن کے بیٹا مولوی منت اللہ صاحب مونگھیری اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور "امیر شریعت" کہلاتے ہیں۔ نے ایک مستقل کتاب ان نشانات کو جھٹلانے پر لکھی تھی اگر بات اعتراضات پر ہی ختم ہو جاتی اور حضور انور کی طرف سے پُر عظمت اور دندان شکن جوابات نہ دئے جاتے تو بھی اعتراض کا موقعہ تھا مگر ایسا بھی نہیں ہوا۔ بلکہ حضور نے نہایت وجد آفریں اور مسکت جوابات دیئے جس کے نتیجہ میں یہ حدیث نبوی ایک بے نظیر اور پُر شوکت پیشگوئی ثابت ہونے کے علاوہ ایک پُر عظمت علمی شاہکار بن کر سامنے آگئی آپ ایک جانب حدیث نبوی کے الفاظ ذہن میں مستحضر رکھئے اور دوسری جانب حضرت مہدی علیہ السلام کے مندرجہ ذیل جوابی الفاظ بغور مطالعہ فرمائیے:-

"اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرہن کے لئے کوئی نیا قاعدہ اپنی طرف سے نہیں تراشا بلکہ اسی قانون قدرت کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے۔ جو خدا نے ابتدا سے سورج اور چاند کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اور صاف لفظوں میں بیان فرما دیا ہے کہ سورج کا کسوف اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ اور قمر کا خسوف اس کی پہلی رات میں ہوگا۔ یعنی ان تینوں راتوں میں سے جو خدا نے قمر کے گرہن کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ پہلی رات میں خسوف ہوگا۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ چاند کی تیرھویں رات میں جو قمر کی خسوفی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ خسوف واقع ہو گیا۔ اور حدیث کے مطابق واقع ہوا ورنہ مہینہ کی پہلی رات میں قمر کا گرہن ہوتا ایسا ہی بدیہی محالی ہے جس میں کسی کو کلام نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عرب کی زبان میں چاند کو اسی حالت میں قمر کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ چاند تین دن سے زیادہ کا ہو۔ اور تین دن تک اس کا نام ہلال ہے۔ نہ کہ قمر اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ قمر کے لفظ میں لسان العرب وغیرہ میں یہ عبارت ہے ھو بعد ثلٰث لیال الیٰ اٰخر الشھر یعنی چاند کا قمر کے لفظ پر اطلاق تین رات کے بعد ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ اور ایسا ہی سورج کے گرہن کے لئے خدا کے قانون قدرت میں تین دن ہیں۔ اور بیچ کا دن سورج کے کسوف کے دنوں میں سے مہینہ کی اٹھائیس تاریخ ہے۔ تو یہ معنے کیسے صاف اور سیدھے اور سریع الفہم اور قانون قدرت پر مبنی ہیں۔ کہ مہدی کے ظہور کی یہ نشانی ہوگی۔ کہ چاند کو اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے جو اس کے لئے خدا نے ابتدا سے مقرر کر رکھے ہیں۔ پہلی رات میں گرہن لگ جائیگا۔ یعنی مہینہ کی تیرھویں رات جو گرہن کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ ایسا ہی سورج کو اپنے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں گرہن لگے گا۔ یعنی مہینے کی اٹھائیسویں تاریخ کو جو سورج کے گرہن کا ہمیشہ بیچ کا دن ہے۔ کیونکہ خدا کے قانون قدرت کی رو سے ہمیشہ چاند کا گرہن تین راتوں میں سے کسی رات میں ہوتا ہے یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ ایسا ہی سورج کا گرہن اس کے تین مقررہ دنوں میں سے کبھی باہر نہیں جاتا یعنی مہینہ کا ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ پس چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ تیرھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے۔ اور سورج کے گرہن کا بیچ کا دن ہمیشہ مہینہ کی ۲۸ ویں تاریخ عقلمند جانتا ہے۔ اب ایسی صاف پیشگوئی میں بحث کرنا اور یہ کہنا کہ قمر کا گرہن مہینہ کی پہلی رات میں ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی جبکہ کنارۂ آسمان پر ہلال نمودار ہوتا ہے یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہاں ہیں رونے والے جو اس قسم کی عقلوں پر رو دیں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ پہلی تاریخ کا چاند جس کو ہلال کہتے ہیں۔ وہ تو خود ہی بمشکل سے نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں پھر اس غریب بیچارہ کا گرہن کیا ہوگا۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۰) (باقی)

اظہار تشکر و درخواست دُعا

خاکسار کے چھوٹے بھائی سید عبد القدیر صاف آف کٹک کے داماد عزیز محمد انوار الحق صاحب ایم اے جو ریجیونل کالج آف ایجوکیشن بھوبنیشور میں لیکچرر ہیں گذشتہ سال برٹش گورنمنٹ کے وظیفہ پر انگلستان بھیجے گئے تھے۔ ۔۔۔ کامیابی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس آ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

اسی خوشی میں عزیز کی اہلیہ سیدہ امۃ الحئی صاحبہ نے دس روپیہ اعانت بدر ۔۔۔ دس روپے درویش فنڈ کی مد میں دیئے ہیں۔

خاکسار سید کریم بخش (سابق امیر جماعت کلکتہ) انسپکٹر گاڈس ضلع کٹک۔ میرے نواسے نعیم احمد نے امسال ۔۔۔ ایڈیکل کمپیٹیشن کا ٹیسٹ دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اچھی کامیابی عطا کرے۔ نیز میرا دوسرا لڑکا ۔۔۔ M.B.B.S. PART I کا امتحان دے گا۔ تمام بزرگ خدا ۔۔۔ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ عذرا نسیم آرہ بہار

آخری قسط

ربوہ اور قادیان کے متعلق
امریکن احمدی زائرین کے ایمان افروز تاثرات

ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم-اے قادیان

بقیہ تاثرات محترمہ بہن ناصرہ رضا صاحبہ مقیم کنوش (روس)

زیارتِ قادیان

قادیان میں جذبات پر اور ہی گہری کیفیت طاری ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی قبور اور منارۃ المسیحؑ کی زیارت۔ اور یہ احساس کہ حضور انہی جگہوں میں چلتے تھے جن میں ہم چلتی ہیں۔ اس کمرہ میں سونے کا موقعہ ملنا جس میں حضور بیعت لیتے تھے۔ چھوٹے سے کمرہ (بیت الدّعاء) میں دعائیں کرنا جس میں حضور اکثر دعائیں فرماتے تھے۔ ان سب باتوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم حضور کی موجودگی میں ہیں۔ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی جائے ولادت دیکھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بھائی محترم مرزا وسیم احمد صاحب پوری تندہی سے ہماری خدمت میں مصروف تھے۔ میں سمجھی یہ کوئی خادم ہیں۔ نام دریافت کرنے پر اس منکسرانہ تبسّم سے جو ربوہ اور قادیان میں تمام احمدیوں میں موجود ہیں، آپ نے اپنا نام بتایا۔ آپ اس وقت میرے لیئے کافی انڈیل رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ مجھے آپ کی خدمت کرنی چاہیئے تھی۔ اور کسی کام سے ان کو روکنے پر وہ تبسّم کے ساتھ کہتے۔ نہیں بہن! آپ کھا لیئے گا۔ آپ کی رفیقۂ حیات جو حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کی ہمشیرہ ہیں اور آپ کی بچیاں سب ہی نہایت خلیق ہیں۔

اگرچہ قادیان کا جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہو چکا تھا تاہم ہماری خاطر قادیان کے احمدیوں کا اجتماع ہوا۔ ان کی اکثریت ان تین صد تیرہ احمدیوں (درویشوں) کی اولاد ہے جو مرکز قادیان کو فعال رکھنے کے لئے وہاں ٹھہرے رہے تھے۔ ان کی اکثریت حضور کی ملاقات کی مشتاق ہے اور وہ اس روز کے منتظر ہیں جب اہالیانِ ربوہ آزادانہ طور پر قادیان کے گلی کوچوں میں چل پھر سکیں۔

سرحد پر پاکستانی سرکار کی طرف سے بھارت سے لٹریچر لے جانے کی اجازت نہیں ملی۔ ہمارے افریقن بھائیوں کے قرآن مجید روک دئے گئے۔ یہ بات سنکر آپ کو غصہ آئیگا۔ لیکن آپ کو یاد ہو گا کہ ربوہ اور قادیان کے احباب ہمیشہ کہتے ہیں کہ "دعا کیجیئے کہ لوگوں کی جہالت دور ہو۔ دعا کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کان اور دل کھول دے۔"

اہلِ ربوہ واپسی پر مسرّت و انبساط سے تمتماتے چہروں سے آپ سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور قادیان کے احوال دریافت کرتے ہیں۔ اور دورانِ گفتگو ان پر گہرا غم طاری ہو جاتا ہے اسوجہ سے کہ ان کو قادیان جانا میسّر نہیں لیکن ہمیں ہے۔ اسپر بے اختیار رونا آجاتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے ہیں کہ اے خدا! تو نے ہمیں ان برکات سے متمتع فرمایا ہے، ہم اُن کے قابل بن سکیں۔

دس ہزار میل دور سے ہمارے آنے کی وجہ سے احباب ربوہ اور قادیان کہتے ہیں کہ ان کے ایمانوں میں اضافہ ہوا کیونکہ اس سے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئیاں یاد آتی ہیں کہ دُنیا کے چاروں کونوں سے لوگ آئیں گے۔ ہم زائرین کے ایمانوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ہم نے احمدیت کی کارکردگی دیکھی ہے۔ اور ہمیں اس کی ایسی شدید ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ ہم تمام نمائندگان کو یہ یقین ہے کہ احمدیت کے تئیں ہماری ذمہ داریاں اس سے زیادہ ہیں جتنی کہ ہماری آنکھوں نے دیکھی ہیں۔

ہمیں اہالیانِ ربوہ اور قادیان کی طرح ہر لمحہ احمدیت پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ اور قربانیاں کرنا چاہئیں۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

ایک معزّز سکھ بھائی کے تاثرات

جناب ڈاکٹر بخشیش سنگھ صاحب نجر۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی ہسٹری۔ ایم اے ایم او ایل فارسی۔ ایم اے پنجابی جو کہ انڈین ہسٹوریکل ریکارڈز کمیشن کے ممبر اور ڈائریکٹر پنجاب سٹیٹ آرکیویز پٹیالہ ہیں اپنی چٹھی ۱۴ر اگست ۱۹۷۵ء میں رقم فرماتے ہیں۔

"مجھے جماعت احمدیہ قادیان (بھارت) کی طرف سے شائع کردہ چند کتب کا سرسری مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کتب کے مطالعہ سے جہاں مجھے حیرت ہوئی وہاں دلی مسرت بھی نصیب ہوئی ہے۔ حیرت اس بات پر کہ متذکرہ جماعت ایسے لٹریچر کی اشاعت پر کیسے اور کس طرح اتنی توجہ دے رہی ہے۔ اور کون ہیں وہ بے نیاز ادیب جو اسقدر کاوش سے اُردو اور گورمکھی زبانوں کی ترویج کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی تبلیغ کے لئے اتنا کام کر رہے ہیں۔ مسرت کی وجہ ہر کتاب کا طرز تحریر ہے جس سے انسانی خلوص کی خوشبو آتی ہے جو دل و دماغ کو یکسر معطر کرتی ہے۔

میں مکتب تواریخ و تحقیق کا طالب علم ہوں۔ مذہبیات میرا میدان نہیں مگر میں بھی انسان ہوں۔ میرا ایک وجود ہے خواہ وہ محض اکائی کا درجہ رکھتا ہے۔ میرا کوئی ایمان ہے۔ دھرم ہے۔ اُس دھرم کے کچھ روشن اصول ہیں جن پر ہمارا سماج کھڑا ہے۔ اسی سماج سے میں نے بھی اچھائی اور بُرائی میں تمیز کا درس لیا ہے اُسی "تمیز" نے ہی آج مجھے یہ چند سطور لکھنے کی تحریک کی ہے تاکہ میں اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں۔

اچھائی کو اچھائی نہ کہنا اصول سے ناانصافی ہی نہیں بلکہ بُرائی کی تائید کے مترادف ہوتا ہے۔ میں یہاں صرف یہی کہنے پر اکتفا کرونگا کہ یوں تو جماعت احمدیہ کی سبھی اشاعتیں خوب ہیں مگر جس لگن محنت۔ تحقیق اور حوالہ جات کی روشنی میں "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" نامی کتاب کی اشاعت کی گئی ہے۔ وہ اپنے مقصد میں سو فی صدی پوری اُترتی ہے۔ جس کے لئے ادارہ مذکور کے مساعی جمیلہ قابل داد ہی نہیں بلکہ لائق مبارکباد ہیں۔ جس انداز سے اس کتاب میں سکھ اور مسلم اتحاد کو تقویت دی گئی ہے۔ اُس سے قارئین کے ذہنوں پر نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

ہمارے وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کے لئے "قومی یکجہتی" کی اشد ضرورت ہے جس کی تلقین اس کتاب کی ہر سطر کرتی ہے۔ مجھے شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کا شعر یاد آ گیا۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

یوں لگتا ہے کہ اس کتاب میں ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کی تفسیر و تشریح حوالہ جات دے کر کی گئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ کتاب ہر ذی شعور اور صاحب ایمان کی نظر تک پہنچے۔ تاکہ اسے قبول عام کا مرتبہ حاصل ہو اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کرکے انسانی قدروں کا ہمیشہ احترام کرتی رہیں۔" آمین

مخلص
بخشیش سنگھ نجر
مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۷۵ء

درخواست دُعا

برادرم کے۔اے۔ نذیر احمد صاحب مالا باری نے اطلاع دی ہے کہ انکے والد صاحب کو بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے انکی کامل صحت کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کی والدہ محترمہ بیمار ہیں انکی صحتِ کاملہ کیلئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ رفیق احمد ناصر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

بہشتی مقبرہ کی حقیقت اور نظامِ وصیّت کی اہمیت

مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

(خاکسار کو اپنے تبلیغی دوروں کے دوران میں نظام بہشتی مقبرہ کے متعلق مختلف قسم کے اعتراضوں اور سوالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ افادۂ عام کی خاطر اُن اعتراضات اور جوابات کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اِس مضمون کی ترتیب میں اُستاذی المحترم مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل کی رہنمائی حاصل ہے۔ فجزاہم اللہ۔ خاکسار محمد عمر)

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے خدا تعالیٰ سے وحی و الہام پاکر اور ہدایتِ خداوندی کے ماتحت جماعت احمدیہ کے صاحب تقویٰ، بشارت یافتہ اور صلحاء کے آخری آرامگاہ کے طور پر ایک قبرستان تجویز فرمایا۔ یہ قبرستان آسمانی بشارتوں کے باعث مؤمنین کی نظر میں خاص رفعت رکھتا ہے۔

اس قبرستان میں دفن ہونے والوں کے لئے بعض شرائط حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے خدا تعالیٰ سے ہدایت پاکر جماعت کے سامنے رکھی ہیں۔ ان شرائط کے مطالعہ سے اس مقبرہ کی حقیقت کا علم ہوسکتا ہے۔

چنانچہ حضور اقدس علیہ السّلام اپنی کتاب الوصیّت میں اِس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ "اِس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرّمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو، سچّا اور صاف مسلمان ہو۔"

۲۔ "تمام جماعت میں سے اِس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصّہ اس کے تمام ترکہ کا حسبِ ہدایات اِس سلسلہ کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اِس سے زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔"

۳۔ "ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔"

(الوصیت ص ۲۳-۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ان ارشادات کی روشنی میں بہشتی مقبرہ کے قیام کی غرض و غایت اور اس کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

اس الٰہی اور روحانی نظام پر بعض معترضین کی طرف سے مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ مثلاً

سوال ۱:۔ نظام بہشتی مقبرہ کا جو سلسلہ قائم کیا گیا ہے اس جیسا نظام کسی سابق نبی نے (یا حضرت رسول کریم صلعم نے) جاری فرمایا تھا۔ یعنی آمدنی یا جائیداد کا اتنا حصّہ دینے پر ایک خاص قبرستان میں دفن ہونے سے جنّت مل جائیگی۔؟

جواب:۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا جاری فرمودہ نظام وصیّت اصلاً تو اسلام کی ہی تعلیم کی ایک منظم شکل کا ایک پہلو ہے۔ اسلام نے وصیت کرنا جائز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ ⅓ حصہ تک وصیت ہوسکتی ہے اس سے زیادہ کی نہیں۔ پھر ہدایت دی کہ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ یعنی کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوسکتی۔ اس شرعی حکم کے مطابق ایک مامور من اللہ جس کو خدا تعالیٰ امام زمان، مہدی معہود و مسیح موعود کے مقام پر فائز فرماتا ہے۔

ایک ایسا نظام قائم فرمائے وہ بھی محض القائے ربانی اور ایمائے خداوندی کے مطابق ہو اور جس سے اشاعتِ قرآن اور تبلیغ اسلام اکنافِ عالم میں ہو جائے جو ہر قسم کے ظلم و تشدّد، جبر و استبداد سے مبرّا ہو کر محض پیار و محبت اور خلوص اور قربانی و ایثار کے جذبہ کے تحت ہو اُسے غیر اسلامی اور اسلام سے جُدا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اِس زمانہ میں جب کہ ساری دنیا کا رجحان دولت کمانے پر ہی مرکوز ہے۔ اور جس کے لئے ہر جائز و ناجائز ذریعہ کو عمل میں لانا معمولِ عام ہوگیا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السّلام نے آکر اسلام کی تعلیمات کے مطابق وصیت کے نظام کو جاری فرمایا۔ ایسے ماحول میں ایک دینی جماعت کو مالی قربانیوں کے لئے تیار کرنا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورۃ صف میں حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے زمانہ میں تجارت کے رجحانِ عام کا ذکر فرماتے ہوئے مؤمنین کی جماعت کو ایک بہترین تجارت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ"

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کو کامیاب تجارت قرار دیا ہے اور اِس مجاہدہ میں مالی جہاد کو مقدم قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں اس زمانہ کے رجحان کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور یہی آیت بطور نصّ صریح کے اس بات پر بھی قاطع دلیل ہے۔ کہ ایسے مالی و جانی جہاد (مالی قربانی اور وقفِ زندگی) کو بجالانے والوں کا انجام ایک طرف جنّت اور دوسری طرف دردناک عذاب سے نجات بیان فرمایا ہے۔

اس سلسلہ میں رسالہ الوصیت کی مندرجہ ذیل ہدایت قابل غور ہے حضور اقدس علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

"کوئی نادان اِس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اِس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اِس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کردے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اِس میں دفن کیا جائیگا۔"

(الوصیت حاشیہ ص ۲۵-۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے اس رسالہ میں صرف مالی جہاد کرنے والوں کے لئے ہی جنّت کی بشارت نہیں دی تھی بلکہ تقویٰ اور کامل ایمان و یقین بھی ایک شرط قرار دی تھی۔ چنانچہ آپ اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصّہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔" (ص ۲۴)

جو شخص ان سب شرائط کے مطابق اپنی ساری زندگی گذارتا ہے اور بعد وفات وہ بہشتی مقبرے میں دفن ہوتا ہے تو دراصل اُس نے زندگی بھر دینِ اسلام کی خاطر اسی مالی و دیگر قربانیاں کی ہیں کہ واقعاتی طور پر بھی اُسے جنّتی کہا جانا کوئی غلط بات نہیں ہوسکتی۔

ذرا غور کیجئے! ایک شخص نیکی اور خدا ترسی کے ساتھ اسلامی تعلیمات اور احکام قرآنی کا پابند ہوتے ہوئے دینِ اسلام کے لئے ایسی نمایاں مالی خدمات لگاتار بجالاتا ہے تو اُسے جنّتی نہ کہیں تو اور کیا کہا جائے؟

احادیث نبویہ میں مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنے اصحاب کے جنّت کے درجات بیان فرمائیں گے۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہم پڑھتے ہیں۔

"يُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ"

(مسلم باب ذکر الدجال جلد ۲ ص ۵۱۵)

اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے نظام بہشتی مقبرے کے ذریعہ پورا فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کے مطابق اور تمام شرائط کو پورا کرنے کے نتیجہ میں جو بہشتی مقبرے میں مدفون ہوتے ہیں، ان کے متعلق جنتی قرار دیا تھا تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ کیونکہ حضرت رسول کریم صلعم نے اپنے صحابہؓ بالخصوص اہل بدر کے متعلق جنتی قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم کچھ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو بخش دیا ہے۔ یعنی تم اب بہر حال نیک کام کرو گے۔ گویا کہ وہ جنتی تھے۔ (بخاری کتاب المغازی جلد ۳ صفحہ ۳)

پھر خاص طور پر دس صحابہؓ کو اسی دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی جن کو اسلامی اصطلاح میں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ لکھا ہے عشرۃ من قریش فی الجنۃ ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ۔

پھر خود حضرت رسول کریم صلعم نے ایک قبرستان جنۃ البقیع تجویز فرمایا تھا اور صحابہؓ کو کہا انتم شھداء اللّٰہ فی الارض (کتاب الجنائز بخاری) یعنی تم زمین میں خدا تعالیٰ کے گواہ ہو۔ علاوہ ازیں خدا تعالیٰ کا یہ عام اعلان ہے کہ

"اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ" (توبہ ع ۱۴)

یعنی جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی و جانی جہاد کریگا خدا تعالیٰ نے اس کے لئے جنت تیار کی ہے۔

ان تمام حقائق کی موجودگی میں نظام بہشتی مقبرے پر اعتراض کرنا صحیح اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

اعتراض ۲:- نظام بہشتی مقبرے کے متعلق دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ موصی کسی اور جگہ مدفون ہونے کے بعد شرائط وصیت پر پورا اُترنے کے نتیجہ میں امانتاً دفن کی گئی اس کی نعش کو نکال کر قادیان لے جایا جاکر اور پھر بہشتی مقبرے میں دفن کرائی جاتی ہے۔ یہ ایک بدعت ہے۔ اور غیر اسلامی طریقہ ہے۔

جواب:- اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ عرض ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ آپ خدا کی طرف سے مامور اور ملہم ہیں۔ تو جب وہ دیکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی طرف سے الہام پاکر اسلام کی اصولی تعلیمات کے اندر رہتے ہوئے بہشتی مقبرہ کا نظام قائم فرمایا ہے اور بعض شرائط کے ساتھ اس مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے لئے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے تو اس کی یہ خواہش ہو گی کہ ان تمام شرائط کو پورا کرکے مرنے کے بعد اسکی نعش قادیان میں اس مخصوص مقبرہ میں دفن کی جائے خواہ وہ جہاں بھی وفات پا جائے۔ اس بات کا تعلق ایمان و یقین کے ساتھ ہے اور جو اس کوچہ سے نا آشنا ہے وہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا۔

نیز یہ طریق سنّت انبیاء کے خلاف نہیں ہے۔ بائیبل سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ایک مخصوص مقام پر دفن کرنے کی وصیت کی جاتی رہی تھی۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اپنی وفات کے وقت جبکہ آپ مصر میں تھے یہاں سے خدا کے موعود مقام میں دفن کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اس سلسلہ میں بائیبل کہتی ہے:-

"یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا میں مرتا ہوں اور خدا یقیناً تم کو یاد کریگا اور تم کو اس ملک سے نکال کر اُس ملک میں پہنچا ئیگا جس کے دینے کی قسم اُس نے ابرہام اور اضحاق اور یعقوب سے کھائی تھی۔ اور یوسف نے بنی اسرائیل سے قسم لے کر کہا خدا یقیناً تم کو یاد کریگا۔ سو تم ضرور ہی میری ہڈیوں کو یہاں سے لے جانا۔ اور یوسف نے ایک سو دس برس کا ہو کر وفات پائی۔ اور انہوں نے اس کی لاش میں خوشبو بھری اور اُسے مصر میں ہی تابوت میں رکھا۔" (پیدائش ۵۰: ۲۵-۲۶)

اس سے حضرت یوسفؑ کی نعش کو خوشبو بھر کر مصر میں امانتاً دفن کرنے اور موعود مقام مل جانے کی صورت میں وہاں اپنی ہڈیوں کو لے جانے کی وصیت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

اس کے بعد یسوع کی کتاب میں اس وصیت کے مطابق یوسفؑ کی ہڈیاں منتقل کرنے کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"اُنہوں نے یوسف کی ہڈیوں کو جن کو بنی اسرائیل مصر سے لے آئے تھے سکم میں اُس زمین کے قطع میں دفن کیا جسے یعقوب نے سکم کے باپ حمور کے بیٹوں سے سو سکّوں میں خریدا تھا اور وہ زمین بنی یوسف کی میراث ٹھہری۔" (یسوع ۲۴: ۳۲)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک نبی بوقت وفات وصیت کرتا ہے اور اُسکی اولاد یا رشتہ دار یا پیروکار ایک وقت گذر جانے کے بعد اُس کے باقیات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ اور باقیات میں جیسا کہ بائیبل کی عبارت سے بالکل واضح ہے ہڈیوں کا ذکر ہے۔

نیز بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس خواہش کا پتہ ملتا ہے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ سے ارض مقدسہ کے قریب دفن ہونے کی خواہش کی التجاء کی تھی۔ حدیث کی عبارت یہ ہے۔ فَسَاَلَ اللّٰہَ عزوجل ان یدنیہ من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر کہ اے میرے خدا اگر ہو سکے تو کم از کم ایک پتھر کے پھینکنے کے فاصلہ کے برابر تک ارض مقدس کے اور قریب ہو جاؤں۔ ان الفاظ سے حضرت موسیٰؑ کے دل کی اس تڑپ کا اندازہ لگائیے کہ ارض مقدسہ میں دفن ہونے کی دلی خواہش اور بے قراری کے عالم میں چند گز اور ارض مقدسہ کے قریب کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی مخصوص اور متبرک و مقدس جگہ میں دفن ہونے کی خواہش کرنا نہ تو غیر اسلامی اور غیر روحانی ہے بلکہ انبیاء کرام تک کے دلوں میں ایسی خواہش پائی جاتی ہے۔ اس لئے امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی القاء کے مطابق بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے ایک سکیم مسلمانوں کے سامنے رکھتے ہیں جس میں خدمتِ دین و اشاعتِ قرآن کے نتیجہ میں جنت کے مل جانے کی بشارت دی گئی ہے تو اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ اسے غیر اسلامی اور بدعت وغیرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی مرنے والے کی وصیت کے مطابق اس کے باقیات کو اس قبرستان تک منتقل کرنا نادرست قرار دیا جا سکتا ہے۔

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بتایا گیا نظام وصیت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:-

"غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ وصیت حاوی ہے اُس تمام نظام پر جو اسلام نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعتِ اسلام کے لئے ہے مگر یہ بات درست نہیں۔ وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کے لئے ہے۔ جس طرح اس میں تبلیغ شامل ہے اسی طرح اس میں اس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کی باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائیگا جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائیگا اور دکھ درد اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائیگا۔ یتیم بھیک نہ مانگیگا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیگی۔ بے سامان پریشان نہ پھریگا۔ کیوں؟ وصیت بچوں کی ماں ہو گی۔ جوانوں کی باپ ہو گی۔ عورتوں کا سہاگ ہو گی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کریگا۔ اور اُسکا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائیگا نہ امیر گھاٹے میں رہیگا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑیگی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں۔ نہ مسٹر روزولٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نیا نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کریگی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھدی گئی ہے۔

پس تمام دوستوں کو اس کی اہمیت سمجھنی چاہیئے۔ اور ان دلائل کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے جو میں نے پیش کئے ہیں......

......پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اُس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے اس نظام نو کی جو اسکی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا

بنیادی پتھر ہے۔ اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے۔ اور اپنی نادانی کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے ...... تم جلد سے جلد وصیت کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینوی برکات سے مالامال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردیہ کہا جاتا تھا۔ جسے جہالت کی بستی کہا جاتا ہے۔ اسی میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کو تاریکیوں سے دور کر دیا جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا۔ اور جس نے ہر امیر اور غریب کو ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء بحوالہ الترغیب الوصیۃ)

بقیہ صفحہ ۳

لنڈن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

۱۱ر اگست ۷۵ء بروز پیر حضور ایدہ اللہ صبح ساڑھے دس بجے کے قریب دانتوں کے علاج کے سلسلہ میں مکرم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب ڈینٹل سرجن کے کلینک میں تشریف لے گئے اور وہاں سے پونے بارہ بجے دوپہر کے قریب واپس تشریف لائے وہاں سے واپس آنے کے بعد حضور سوا بجے تک مشن ہاؤس کے دفتر میں رہے۔ اور بعض احباب کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔

آج حضور ڈاکٹری مشورہ کے باوجود باہر سیر کے لئے تشریف نہیں لے گئے کیونکہ مسلسل دو روز کے لئے باہر سیر کے لئے جانے کے نتیجہ میں احباب جماعت کے ساتھ اجتماعی ملاقات کی صورت پیدا نہیں ہو سکی تھی۔ جبکہ حضور کی طبیعت پر گہرا اثر تھا۔ حضور احباب جماعت سے مل کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور اس کا حضور کی طبیعت پر بڑا خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ حضور نے آج تمام احباب جماعت کے ہمراہ مشن ہاؤس کے لان ہی میں چہل قدمی فرمائی۔ آج چہل قدمی میں بیس پچیس افراد کے علاوہ محترم جناب چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں مکرم عبدالسمیع نون صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا جو اپنے طور پر ۲ر اگست سے لنڈن آئے ہوئے ہیں حسب معمول مشن ہاؤس کے احاطہ میں آج کی چہل قدمی میں بھی حاضر تھے اس چہل قدمی کے دوران حضور احباب کو مخاطب کر کے ان سے گفتگو فرماتے رہے بعض احباب نے اس موقعہ پر اپنے بچوں کو بھی حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے کمال محبت اور شفقت کے ساتھ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا پیار کے مخصوص انداز میں ان سے کچھ باتیں کی اور انہیں دعائیں دیں۔

چہل قدمی سے فارغ ہونے کے بعد آج ۹ بجے شام حضور نماز مغرب ادا کرنے کی غرض سے مسجد فضل میں تشریف لائے۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں مکرم امام بشیر احمد صاحب رفیق نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ گھٹنوں کے اعصاب میں سختی کی تکلیف ہنوز پورے طور پر رفع نہ ہونے کی وجہ سے حضور نے خود کرسی پر بیٹھ کر نمازیں ادا کیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور مسجد کے سامنے خاصی دیر تک مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب اور مکرم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب سے طبی امور بالخصوص بعض ادویہ کے خواص کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے۔ دیگر حاضر احباب کو بھی اس موقع پر حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقعہ ملا۔ بعد ازاں حضور اپنے قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

حضور ایدہ اللہ جملہ احباب جماعت کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فرماتے ہیں۔ اور ان کے لئے مسلسل دعاؤں میں مصروف ہیں۔ احباب جماعت بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی صحت و سلامتی اور کامیاب و کامران بحفاظت مراجعت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور احباب جماعت کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

اخبارِ قادیان

— مکرم قریشی سعید احمد صاحب درویش قادیان واپس آچکے ہیں بتدریج روبصحت ہو رہے ہیں۔ ان کی ایک ٹانگ پر ابھی زخم ہے۔ جس پر روزانہ مرہم پٹی کی جارہی ہے۔ احباب ان کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— مکرم سید یوسف شاہ صاحب مرحوم آف اسلام آباد کی لڑکی مع اپنی بچیوں کے مورخہ ۲۵ر۸ کو بعد زیارت مقامات مقدسہ واپس تشریف لے گئیں۔

— قادیان کے بعض درویش اور ان کے بیوی بچے فلو کی وجہ سے بیمار ہیں موسمی بخار بھی ہے ان سب کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دعائے نعم البدل

مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب آف کلکتہ کو اللہ تعالیٰ نے توام لڑکے عطا فرمائے تھے مگر منشائے الٰہی کے تحت مورخہ ۲ر اگست کو ایک دن کے وقفے کے بعد دونوں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون بچوں کی والدہ تاحال ہسپتال میں ہیں احباب جماعت سے نعم البدل کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

درخواستِ دعا

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مع اہلیہ صاحبہ اپنے بعض عزیزوں کی شادی میں شرکت کیلئے لنڈن تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب کرام دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں سفر سے بخیریت واپس لائے۔ لنڈن میں ان کا ایڈریس یہ ہوگا۔

C/o Amini 9 Filey streets
P.O - BRADFORD - YORKSHIRE (U.K)

خاکسار حنیف احمد گجراتی درویش

اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو!

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

رمضان المبارک میں
فدیۃ الصیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلایا جائے بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ سو میں اپنے معزز دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گزارش کرتا ہوں کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمائیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان ارسال فرمائیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گی۔ اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔ فدیہ کے علاوہ رمضان شریف میں روزے رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبوی صلعم پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہئیے۔

اللہ تعالےٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے آمین

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

پروگرام دورہ انسپکٹران بیت المال (آمد)

جماعتہائے احمدیہ یوپی و راجستھان!

جملہ جماعتہائے احمدیہ یوپی و راجستھان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال مع مولوی ظہیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال مورخہ ۹/۷۵ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات لازمی کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے گزارش ہے کہ ہر دو انسپکٹران کے ساتھ وصولی چندہ جات اور دیگر امور میں حسبِ سابق کما حقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۶/۹/۷۵	چنگاڈل	۲۰/۹/۷۵	۱	۲۱/۹/۷۵
کامٹی	۶/۹/۷۵	۲	۸/۹/۷۵	راٹھ وسکرا	۲۲	۲	۲۴
اودے پور	۹	۱	۱۰	مودھا	۲۴	½	۲۴
کشن گڑھ	۱۱	۱	۱۲	کانپور	۲۴	۲	۲۶
جے پور	۱۳	۱	۱۴	بنارس جیدپور	۲۷	۲	۲۹
ساندھن	۱۵	۱	۱۶	گونڈہ	۲۹	۱	۳۰
مالج نگر	۱۶	۱	۱۷	شاہجہانپور کٹیا	۱/۱۰/۷۵	۳	۴/۱۰/۷۵
مین پوری علیپور کھیڑہ	۱۷	۱	۱۸	قادیان	۵	-	-
شکوہ گڑھ	۱۸	۱	۱۹	×	-	-	-

جماعتہائے احمدیہ کرناٹک کیلئے ضروری اعلان!

جملہ جماعتہائے احمدیہ کرناٹک کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے گذشتہ سال کی طرح حیدرآباد سے سیدھی قادیان تک بوگی کا انتظام کرنا مقصود ہے۔ جو دوست اس بوگی میں سفر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں سے پندرہ ستمبر تک اطلاع دیدیں تاکہ یکجائی طور پر بوگی کا انتظام کیا جا سکے۔

جو دوست اس اجتماعی سہولت سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند ہوں۔ فوری طور پر خاکسار کو اطلاع دیں اور ساتھ ہی ساتھ مبلغ -/۱۸۰ روپے فی کس کے حساب سے رقم بھجوا دیں تاکہ جلد سے جلد بوگی کے لئے ریلوے سے رابطہ قائم کیا جا سکے۔ یہ بوگی صرف کرناٹک کی جماعتوں شلاً تماپور۔ دیودرگ۔ ادیگیر۔ شورا پور۔ بلاری۔ گلبرگہ بنگلور۔ سوربہ ساگر۔ شیموگہ۔ تملی اور یادگیر کیلئے ہوگی۔ پس احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں۔

خاکسار۔ منظور احمد مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر
معرفت ۲۹۹ بیڑی فیکٹری یادگیر
پوسٹ آفس یادگیر۔ ضلع گلبرگہ (کرناٹک)

اعلانِ نکاح

عزیزہ بشریٰ صادقہ بنت برادرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان کا نکاح مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۷۵ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ گوجرانوالہ میں محترم سید احمد علی شاہ صاحب نے عزیزم داؤد احمد صاحب ابن خواجہ عبد اللطیف صاحب گوجرانوالہ سے مبلغ ۵۰۰ روپے حق مہر پر فرمایا احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین۔ خاکسار: عبد القدیر درویش واقف زندگی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

ٹائپسٹ کی ضرورت!

نظارت امور عامہ قادیان میں ٹائپ کا کام کرنے کے لئے ایک کوالیفائڈ تجربہ کار کم از کم میٹرک پاس کارکن کی ضرورت ہے جو انگریزی ڈرافٹنگ بھی اچھی طرح کر سکتا ہو اور اردو بھی لکھ پڑھ سکتا ہو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مقرر شدہ گریڈ میں تنخواہ دی جائے گی۔ گرانی الاؤنس اس کے علاوہ ملے گا۔ مرکز میں قیام اور مرکز کی برکات سے مستفیض ہونے کے خواہشمند احباب اپنی درخواست اپنے مقامی امیر صاحب یا صدر جماعت کی تصدیق و سفارش کے ساتھ نظارت ہذا میں بھجوا دیں اور مزید ضروری معلومات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں کسی سرکاری دفتر یا فرم میں کام کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ ضروری سرٹیفکٹس کی مصدقہ نقول درخواست کے ہمراہ بھجوا دی جائیں۔ اور جب تک مرکز میں بلایا نہ جائے اور اس کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے باقاعدہ منظوری یا اجازت نہ ملے دوست محض اس اعلان کی بناء پر قادیان آنے کی تکلیف نہ کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواستِ دعا

مکرم برادرم محمد عبد الباقی صاحب آف بریلوی جوڈیشل مجسٹریٹ گوڈا (بہار) کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ اب وہ خدا کے فضل سے روبصحت ہو رہے ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب دعا کریں۔

فیض احمد گجراتی درویش